حضرت قاضی سلطان محمود قادری قدس سرہ العزیز

آوان شریف گجرات

سید نور محمد قادری

رکن مجلس عاملہ پاکستان سنی رائٹرز گلڈ

مکتبہ قادریہ ○ لاہور

کتاب ——— حضرت قاضی سلطان محمود قادری

تالیف ——— سید نور محمد قادری
رُکن مجلس عاملہ پاکستان سنی رائٹرز گلڈ

صفحات ——— ۲۰

ہدیہ ——— ۱/۰۰

ناشر ——— مشتاق احمد قادری
نثار احمد قادری

ملنے کا پتہ

مکتبہ قادریہ ⦾ جامعہ نظامیہ رضویہ،
لوہاری دروازہ لاہور، فون ۶۸۳۵۲

ابتدائیہ

سرزمینِ گجرات کسی دَور میں بھی عقیم نہیں رہی۔ اس کی گود میں بڑی بڑی صاحب علم و فضل ہستیاں پروان چڑھی ہیں۔ ایسی عظیم ہستیاں کہ جن کی جوت سے اہلِ دل رہتی دنیا تک کسبِ فیض کرتے رہیں گے۔ حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کا دربار صدیوں سے مرجعِ خاص و عام ہے۔ سائل ٹوٹے ہوئے دل لے کر آتے ہیں اور مرادوں سے بھری ہوئی جھولیوں کے ساتھ واپس جاتے ہیں۔

صوفیائے کرام میں سے حضرت نوشہ گنج بخش قادری، حضرت بابا جنگو شاہ[1] صاحب سہروردی، حضرت خواجہ خان عالم صاحب نقشبندی اور سائیں کانواں والے (کرم الٰہی) صاحب رحمۃ اللہ علیہم، علما و فضلا میں سے مولانا اصغر علی روحی صاحب، مولوی عبداللہ صاحب (چک عمر) مولانا عبدالمالک کھوڑی رحمۃ اللہ علیہم، اور شعراء و ادبا میں سے احمد یار خان صاحب، محمد بوٹا، چودھری خوشی محمد ناظر اور پیر فضل حسین فضل صاحب ایسی ہستیاں ہیں جنہیں علمی، مذہبی اور ادبی دنیا کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

حضرت قاضی سلطان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ آوان شریف ضلع گجرات

---

[1] حضرت شاہ غوث علی قلندر پانی پتی بابا جنگو شاہ صاحب کو قلندرِ عصر سمجھتے تھے۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ قلندر وہ ہے کہ تجرید و تفرید میں یکتا اور بے پرواہ ہو اور تمام عالم کا حال اس پر آئینہ ہو اور جو وصف کہ عارفوں میں ہونا چاہیے اس میں بے شک ہو شرط یہ ہے کہ مجذوب بھی ہو اور سالک بھی۔ جیسے شیخ حضرت شرف الدین بو قلندر تھے یا اس زمانے میں حضرت جنگو شاہ گذرے ہیں (تذکرہ غوثیہ مطبوعہ دہلی بار چہارم ص ۱۶۷) ممکن ہے کہ حضرت جنگو شاہ صاحب کی زیارت کے لیے غوث علی شاہ صاحب ملھو کھوکھر بھی آئے ہوں۔

(سیّد نور محمد قادری)

والوں کا شمار بھی ان ہی باکمال ہستیوں میں ہوتا ہے اور آج کی صحبت میں ہم ان کے حالات و
واقعات پر مختصراً روشنی ڈالیں گے۔

پیدائش اور خاندان

آپ[2] ۱۸۳۷ء، ۱۲۵۶ھ کو آوان شریف ضلع گجرات کے ایک معزز کھوکھر گھرانے میں پیدا ہوئے۔ باپ کا اسم گرامی غلام غوث بن غلام مصطفٰی بن غلام محمد بن محمد محفوظ بن حافظ محمد جمیل بن حافظ محمد جمال[3] رحمۃ اللہ علیہم تھا جو اپنے علم و فضل اور شرافتِ نسبی کی وجہ سے دور دور تک مشہور تھے۔

آپ نے درسِ نظامی کی تکمیل حاجی والا (ضلع گجرات) تھوا محرم (کیمبلپور) غور غشتی اور پیر زئی (پشاور) کے علماء سے کی[4]۔ مولوی نور احمد صاحب[5] ساکن کوٹلی کھائی ضلع جہلم سے بھی آپ نے کچھ کتابیں پڑھیں۔ ان کا آپ از حد احترام کرتے تھے، جب وہ بیمار ہوگئے تو ان کی عیادت کے لیے کوٹلی گئے اور ان کے انتقال کے بعد جب ان کے مزار پر جاتے تو برہنہ پا جاتے۔ درسِ نظامی کی تکمیل کے بعد اتمان زئی تشریف لے گئے جہاں مولانا کا فرد ھیری[6] کا درس قرآن و حدیث مرجع خاص و عام بنا ہوا تھا۔

---

[2] مقاماتِ محمود مرتبہ نواب معشوق حسین خاں مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء ص ۱۵۴

[3] مناقبِ محمودیہ قلمی جلد اول تالیف نواب معشوق حسین خاں المخاطب معشوق یار جنگ ص ۱۰۴

[4] مقاماتِ محمودیہ مرتبہ نواب معشوق حسین خاں مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء ص ۵۷

[5] مناقبِ محمودیہ قلمی جلد دوم تالیف نواب معشوق حسین خاں ص ۱۴۶

[6] مقاماتِ محمود مرتبہ نواب معشوق حسین خاں مطبوعہ لاہور ص ۵۸

حضرت اخوند صاحب کے دربار میں حاضری اور بیعت

بیضاوی شریف کے درس کی تکمیل کے بعد آپ ایک طالب علم ساتھی کے ساتھ سیدو شریف میں (ریاست سوات) قطب عصر حضرات اخوند عبدالغفور صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ (المعروف بابا سوات) کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے[1] اس زمانہ میں حضرت اخوند صاحب کی ذاتِ مبارکہ مرجعِ خلائق بنی ہوئی تھی۔ کابل، ایران اور ہندوستان کے گوشے گوشے سے طالبانِ حق جوق در جوق سیدو شریف حاضر ہوتے اور اس آفتاب ہدایت و معرفت کے نور سے فیض یاب ہو گئے۔

حضرت اخوند صاحب آپ سے بڑی محبّت اور شفقت سے پیش آئے اور رمضان المبارک ۱۲۸۲ھ کی ایک مقدس صبح کو شرفِ بیعت سے آپ کو ممتاز فرمایا اور خدامِ درگاہ سے سبز رنگ کی ایک دستار منگوا کر آپ کے سر مبارک پر بطورِ دستارِ فضیلت باندھی۔ حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں موجود سجادہ نشین حضرات نے بھی اس دستارِ فضیلت کے پیچ باندھنے میں حصّہ لیا[2]

مختصراً حالات حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مشہور ادیب علامہ عرشی حضرت اخوند صاحب کے حالات کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

"سیدو بابا اولیاء اللہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ کا نام شیخ عبدالغفور ہے لیکن شہرت مختلف القابات سے ہوئی۔ ہندوستان، افغانستان، پنجاب، عراق، عرب تک میں آپ کا شہرہ ذیل کے ناموں کے ساتھ پہنچا۔

سیدو بابا، سوات صاحب، اخون صاحب، سیدو غوث، اخون بیگی

---

[1] مقاماتِ محمود مرتبہ نواب منشوق حسین خاں مطبوعہ لاہور صـ ۱۲۳

[2] وہی صـ ۱۲۴

وغیرہ۔

آپ کی ولادت بالائی سوات موضع جابری میں ۱۷۹۴ء مطابق ۱۲۱۳ھ میں ہوئی سلسلۂ نسب افغانوں کی متدین اور متقی قوم صافی میں ملتا ہے۔ آپ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ آغازِ عمری میں جس بھینس کا دودھ پیتے تھے اُس کو رسی سے باندھے ہوئے چرایا کرتے تھے تاکہ کسی کی فصل نہ کھا جائے۔ مختلف مقامات کی سیاحت کرکے آپ نے علوم ظاہرا ور سلوکِ باطن کی تکمیل کی۔ پھر مختلف علاقوں میں قیام کرتے اور تبلیغ و ارشاد سے لوگوں کی اصلاح کرتے رہے۔

بالآخر ایک نیک خاتون سے شادی کرکے ۱۸۴۵ء میں سیدو شریف میں مقیم ہوگئے۔ یہاں رہ کر آپ نے کتبِ حقائق کے درس سے اہلِ ارادت کی تربیت شروع کردی۔

ان دنوں سوات و ملحقات میں طوائف الملوکی، مفاسد وفتن، بدعات، منکرات کا بہت زور تھا۔ سخت ضرورت تھی کہ کوئی اللہ کا بندہ گمراہ انسانیت کو راہِ راست پر لانے کے لیے زندگی وقف کردے۔ آپ کے قیام سے یہ ضرورت پوری ہوئی۔ امراء، غرباء اور علماء وغیرہ ہر طبقہ کے لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے۔ جن کی تعداد لاکھوں تک پہنچی تھی۔ امر معروف اور نہی منکر آپ کا شعار تھا طریقت اور شریعت دونوں کی پابندی کی تلقین فرماتے تھے۔

اس زمانے کے والیانِ ملک، شاہانِ کابل، غزنی خان نواب دیر، مہتر صاحب چترال، رؤسائے پشاور دبنوں، ہزارہ، مہمند آفریدی اور وزیری سب کے سب آپ کے عقیدت مند اور جان نثار تھے۔ آپ کے بیسیوں خلفاء افغانستان و سرحد کے طول و عرض میں پھیل کر تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ آج بھی ان علاقوں کی تمام خانقاہیں بالواسطہ آپ ہی کے فیض کرم سے وابستہ ہیں۔ امن وامان

اور رشد و ہدایت کا فرض پورا کر کے یہ بزرگ وجود ۱۲۹۵ھ ۱۸۷۷ء کو سیدو شریف میں راہی آخرت ہو گیا ۹

سیدو شریف میں حاضری مختلف اوقات میں

۱۲۸۳ھ سے لے کر حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات مبارک تک اور اس کے بعد بھی قاضی صاحب باقاعدہ سیدو شریف حاضر ہوتے رہے۔ اڈان شریف سے لے کر سیدو شریف تک کا فاصلہ آپ پیدل طے فرماتے۔ کبھی اکیلے اور کبھی ہمراہیوں کے ساتھ۔ ان مبارک سفروں میں جن جان نثاروں کو ہمراہ رہنے کا شرف نصیب ہوتا رہا ان میں فارسی زبان کے خوش گو شاعر مولوی سید نور اللہ شاہ نوریا لکوٹی (اس فقیر کے حقیقی عم مکرم) حافظ سمندر خاں طتانی اور امام الدین جہلم نمایاں حیثیت کے مالک تھے۔ ۱۰

دوران سفر کی ایک کرامت

خان محمد سرور خان آف گھلابٹ نے ایک دفعہ راقم الحروف سے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت کو اس طرح بیان فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جن میں مولوی سید نور اللہ شاہ صاحب سیالکوٹی بھی شامل تھے "ترکی" کی پہاڑیوں میں سرگرم سفر تھے زاد راہ صرف بھنے ہوئے چنے تھے۔ گرمی شدید اور پینے کے لیے پانی کسی شاذ و نادر جگہ پر ہی دستیاب ہوتا تھا۔ اس لئے آپ نے ہمراہیوں سے فرمایا کہ جب بھوک لگے تو چنے بالکل قلیل مقدار میں کھاؤ۔ کیونکہ چنوں کو زیادہ کھانے سے پیاس میں اضافہ ہو سکتا ہے اور پانی اس علاقہ میں تقریباً نایاب ہے، لیکن مولوی سید نور اللہ شاہ صاحب

---

۹ ماہ نامہ فیض الاسلام راولپنڈی سوات نمبر صفحہ ۲۱ تا ۲۲

۱۰ مقامات محمود مرتبہ نواب معشوق حسین خان مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۴۱

کو جب بھوک لگی تو انہوں نے پیٹ بھر کر چنے کھا لیے جس کی وجہ سے پیاس میں شدت پیدا ہو گئی اور وہ ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپنے لگے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ دیکھا تو اپنے ہاتھ کی انگوٹھی اتار کر شاہ صاحب کو دی اور فرمایا شاہ صاحب، اس انگوٹھی پر آپ کے نانا جان (سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسم کندہ ہے اسے منہ میں رکھ لیں شاید اس سے کچھ افاقہ ہو جائے۔ شاہ صاحب نے اس انگوٹھی کو منہ میں رکھا تو انہیں ایسا محسوس ہوا کہ میٹھے اور ٹھنڈے دودھ کی نہر ان کے منہ میں جاری ہو گئی اور پیاس کی شدت و اضطراب فرحت بخش ٹھنڈک میں تبدیل ہو گیا۔ خان محمد سرور خان نے فرمایا کہ یہ واقعہ انہیں مولوی سید نور اللہ شاہ صاحب نے خود بتایا تھا۔

خلافت[11]

۱۲۹۰ھ میں حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت سے نوازا اور فارسی میں ارشاد فرمایا "مولوی راہِ حق بگو"، اور ساتھ ہی ارشاد کیا کہ تمہارا فیض حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دریائی (م ۱۰۸۵ھ) گجرات کے پاس ہے۔[12]

حضرت شاہ دولہ صاحب کے فیوضِ عالیہ

حضرت اخوند صاحب کے ارشاد کے بعد آپ کا زیادہ وقت حضرت شاہ دولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر گذرنے لگا۔ اس زمانے میں حضرت

[11] مقامات محمود، نواب معشوق حسین خان مطبوعہ لاہور ص ۱۳۷

[12] ایضاً ص ۱۳۷

شاہ دولہ صاحب کا مزار بالکل معمولی حالت میں تھا۔ آپ نے زرِ کثیر صرف کر کے عالی شان مزار اور خوبصورت مسجد تعمیر کروائی۔ مشہور مؤرخ منشی محمد دین فوق صاحب مرحوم اپنے ایک مضمون "شاہ دولہ دریائی" کے آخر میں لکھتے ہیں۔ حضرت کے مزار پر جناب قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت قاضی سلطان محمود صاحب سجادہ نشین آوان شریف نے پختہ روضہ تعمیر کرا دیا ہے [۱۳]

مختلف مزاراتِ عالیہ پر حاضری

حضرت شاہ دولہ صاحب کے روحانی ارشاد کے مطابق آپ نے لاہور، حجرہ شاہ مقیم، گھڑی شریف، بٹالہ شریف، کلانور اور سیالکوٹ وغیرہ کے مزاراتِ عالیہ کی زیارت کی [۱۴] اس سلسلہ میں آپ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پُرانوار پر بھی حاضر ہوئے [۱۵]

حضرت غوث بہاؤ الدین اور دوسرے مزاراتِ عالیہ کی زیارت کے لیے ملتان بھی تشریف لے جاتے اور دورانِ قیام حضرت عبد الرحمٰن ملتانی رحمۃ اللہ علیہ [۱۶] کی مسجد میں قیام فرماتے اور جب سیالکوٹ تشریف لے جاتے تو اپنے محبوب مرید خلیفہ حافظ سید محمد عبد اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۱ء) کے ہاں قیام فرماتے۔

---

۱۳ رسالہ "صوفی" پنڈی بہاء الدین جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۸

۱۴ معاملاتِ محمود مرتبہ معشوق حسین خاں مطبوعہ لاہور صفحہ ۲۲۴-۲۲۵

۱۵ وہی صفحہ ۱۴۷

۱۶ وہی صفحہ ۱۴۸

ے حضرت حافظ عبد اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۵۶ء کو کشمیری محلہ سیالکوٹ شہر میں پیدا ہوئے۔ باپ کا اسم گرامی مولوی چراغ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھا جو استاذ العلماء مولوی غلام مرتضیٰ صاحب کے جانشین اور کبوتراں والی مسجد کے خطیب تھے۔ (باقی صفحہ پر)

آوان شریف میں درس علومِ اسلامیہ

بڑی مدت تک آپ آوان شریف میں علومِ اسلامیہ کا درس بھی دیتے رہے۔ دور دور سے تشنگانِ علوم فیض یاب ہونے کے لیے حاضر ہوئے۔ جن سعادت مندوں کو آپ کے حضور زانوئے تلمذ کرنے کا موقع ملا۔ ان میں موجودہ سجادہ نشین میرے آقا و مولا حضرت صاحبزادہ محبوب عالم صاحب دام اقبالہٗ اور میرے برادرِ اکبر حافظ شاہ ولایت صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۱۵ء) شامل ہیں۔

حافظ صاحب نے درس نظامی کی ابتدائی کتب سیالکوٹ کے علماء سے پڑھیں اور منتہی کتب کی تکمیل حضرت خواجہ عبدالعلیم ملتانی صاحب رحمۃ اللہ کے درس عالیہ میں کی۔
۱۸۸۰ء کے قریب حضرت قاضی سلطان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ دربار آوان شریف کے دامنِ دولت سے وابستہ ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا بھر میں جو دو پہلے خوش نصیب حضرت قاضی صاحب سے بیعت ہوئے ان میں سے ایک آپ تھے۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب سیالکوٹ تشریف لے جاتے تو اکثر آپ کے ہاں کشمیری محلہ میں قیام فرماتے اور یہیں عقیدت مند جمع ہو کر فیض یاب ہوتے۔ سیالکوٹ شہر کے بیشتر حضرات آپ کی معرفت حضرت قاضی صاحب کے دربار پر انوار میں پہنچے۔
۱۹۲۰ء کے لگ بھگ آپ اپنے آبائی وطن گجرات میں تشریف لے گئے اور ۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی اولاد میں سے تین صاحبزادے ایک راقم الحروف سید نور محمد قادری، دوسرے سید گلزار محمد قادری اور تیسرے سید خلیل احمد بی۔ اے اس وقت بقید حیات ہیں۔

سید نور محمد قادری

ـــــ حافظ سید شاہ ولایت، راقم الحروف کے برادرِ اکبر اور حضرت قاضی صاحب کے
(بقیہ صفحہ ۹ پر)

حضرت کے خلفاء مرید اور معتقدین

آپ کے خلفاء مریدین اور معتقدین کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ پشاور سے لے کر کلکتہ تک کے لوگ آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے۔
چند ممتاز اسمائے گرامی یہ ہیں۔

خلفاء

حافظ سید محمد عبد اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مدفون چک ۱۵ شمالی گجرات۔ م ۱۹۲۱ء) مولوی سراج دین صاحب لاہور۔ پیر شبیر شاہ صاحب پنڈی میانی، ملا نیاز الدین تیراہی صاحب۔ پیر حسن شاہ صاحب راولپنڈی۔

بقیہ؎ خلیفہ مجاز حضرت حافظ سید محمد عبد اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ دلبند تھے۔ حضرت قاضی صاحب کو بہت عزیز تھے۔ جب یہ زیادہ بیمار ہو گئے تو حضرت نے والد صاحب کو حکیم اجمل خاں رحمۃ اللہ علیہ کے نام ایک تعارفی خط لکھ دیا جو مقاماتِ محمود سے ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

بطرف حکیم حاذق الملک محمد اجمل دہلوی،

رو بحر مواج فیوض گلزار ساز دہلی دام ظلہم الظلیل تسلیم بہ تعظیم اگرچہ ذاتِ معدنِ برکات فی ذاتہ لیس کمثلہٖ فی ایصال فوائد، مگر سائل مطلب خود مولوی حافظ سید عبد اللہ شاہ۔ جو ہاست فرزند دلبند، خود شاہ ولایت باعث پر تحریر حتیٰ این جانب آمد۔ گستاخی معاف و بر حالِ زار او بہ نظرِ رحمت۔ گلستانِ اقبال خنداں"

سلطان محمود از سیالکوٹ

۱۵ ربیع الثانی

(مقاماتِ محمود مرتبہ نواب معشوق حسین خاں مطبوعہ لاہور ص ۳۴۷-۳۴۸)

مولوی خلیل الرحمٰن صاحب ڈھوک شمس، مولوی عبدالرحمٰن صاحب دیوبندی، مستری احمد بخش صاحب، سائیں فتح دین صاحب ساکن مقصود پورہ ریاست کپورتھلہ، مولوی نیاز محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہم اور موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ محبوب عالم صاحب دام ظلہٗ [۱۷]

مریدین

حکیم الامت حضرت علامہ اقبال [۱۸]، میاں غلام جیلانی منصف والد صاحب میاں عبدالباری سابق صدر پنجاب مسلم لیگ، نواب معشوق حسین خاں مؤلف مناقب محمودیہ مترجم ابن رشد و فلسفۂ ابن رشد، چودھری غلام غوث صاحب صمدانی مصنف مثنوی صمدانی، خان غلام احمد خان سابق مشیر مال ریاست جموں و کشمیر، خان عبدالقیوم خاں صاحب، سابق ڈی۔ آئی۔ جی پنجاب

---

[۱۷] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "مقامات محمود" تالیف نواب معشوق حسین خاں کا گیارھواں باب "خلفاء عظام"

[۱۸] ا۔ آئینۂ اقبال تالیف عبداللہ قریشی صاحب ص ۲۵

ب۔ مطالعۂ اقبال مرتبہ گوہر نوشاہی صاحب ص ۳۶،۳۷

ج۔ زندہ رود تالیف جسٹس جاوید اقبال ص ۴۰

د۔ مضمون سید نور محمد قادری "سلسلۂ قادریہ میں علامہ اقبال کی بیعت" ضیائے حرم اپریل ۱۹۷۵ء صفحات ۴۳ تا ۴۶

ہ۔ مضمون علی احمد خاں "حضرت قاضی سلطان محمود صاحب" آئینہ اپریل ۱۹۶۵ء ص ۴۳،۴۴

و۔ جسٹس جاوید اقبال صاحب کا خط مکتوبہ ۱۰ر مارچ ۱۹۸۰ء بنام راقم الحروف جاوید اقبال صاحب تحریر فرماتے ہیں، "محترمی و مکرمی سید نور محمد قادری صاحب، سلام مسنون۔ یہ بات ہمارے خاندان میں سے بیشتر کو معلوم ہے کہ حضرت علامہ کے والد حضرت قاضی سلطان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ آوان شریف والوں سے بیعت تھے اور بچپن میں حضرت علامہ کو بھی آوان شریف اُن کی بیعت کے لیے لے گئے۔"

نواب غلام حیدر خاں آنریری آف کھلابٹ، قاضی عبد السبحان آف کھلابٹ، مولوی نور اللہ شاہ صاحب سیالکوٹی مصنف چشمۂ نور اور مولوی صفی الدین صاحب سابق پروفیسر کلکتہ یونیورسٹی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

مندرجہ بالا حضرات میں سے چودھری غلام غوث صمدانی اور خان عبد القیوم خاں[۱۹] صاحب کی عقیدت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے اپنے متعلقین کو وصیت کر رکھی تھی کہ جب وہ فوت ہوں تو انہیں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پائین میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات حسب وصیت آوان شریف میں حضرت قاضی صاحب کے مزارِ اقدس کے پائین میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

معتقدین

نواب محمد زمان خاں آف کھلابٹ، نواب فخر یار جنگ سابق وزیر مال ریاست حیدر آباد دکن، میاں عبد الباری سابق صدر پنجاب مسلم لیگ، مسیح الملک حکیم اجمل خاں[۲۰] اور مولوی نواب الدین صاحب والد ماجد حافظ

---

[۱۹] حیاتِ فخر مرتبہ نواب مشتاق احمد خاں ص ۱۷۲

[۲۰] مسیح الملک حکیم اجمل خاں ۱۹۱۲ء میں حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ کے علاج کے سلسلہ میں گجرات تشریف لائے جس کی تفصیل نواب معشوق حسین کی غیر مطبوعہ تصنیف "مناقب محمودیہ" میں تفصیلاً درج ہے۔ یہ کتاب موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ محبوب عالم صاحب دام ظلہ کے پاس موجود ہے۔ حکیم محمد حسین قریشی صاحب طبیہ کالج دہلی میں داخل ہونے کے لیے گئے تو حضرت قاضی صاحب کا تعارفی رقعہ لیتے گئے، جس کی وجہ سے انہیں کالج میں داخلہ ملا۔
اس بات کا ذکر قریشی صاحب نے خود ایک مضمون میں لکھا ہے،
ملاحظہ ہو طبیہ کالج میگزین فروری مارچ ۱۹۶۳ء ص ۹

مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسی فاضل ہستیاں ملی تھیں۔

نواب فخر یار جنگ کی عقیدت کا تو یہ عالم تھا کہ وہ جب آوان شریف حاضر ہوتے تو گجرات سے آوان شریف تک کا بائیس میل کا فاصلہ پیدل طے کرتے اور سواری پر جانا سوءِ ادب سمجھتے [۲۱]۔

حضرت کے غیر مطبوعہ خطوط اور طرزِ تحریر،

نواب معشوق حسین خاں صاحب نے اپنی بے مثل تصنیف ،، مناقب محمودیہ ،، میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ کے کچھ فارسی اور اردو خطوط بھی درج کیے ہیں۔ خطوط اگرچہ بہت ہی کم تعداد میں نواب صاحب کو دستیاب ہوئے ہیں۔ پھر بھی جو ہیں وہ فارسی شعروادب کا پاکیزہ نمونہ ہیں۔

اُن کے اقتباسات درج کرنے کی بجائے ہم ذیل میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دو غیر مطبوعہ خطوط اور حضرت کے چھوٹے بھائی میاں محمد مسعود صاحب کا ایک غیر مطبوعہ خط درج کر رہے ہیں۔ یہ تینوں خطوط فارسی زبان میں ہیں اور فصاحت و بلاغت کا عمدہ نمونہ ہیں۔ حضرت کے دونوں خط میرے والد مکرم حافظ عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہیں اور حضرت میاں محمد مسعود صاحب کا خط ایک نامعلوم صاحب کے نام ہے۔ اس میں بھی قبلہ والد صاحب کا ذکر ہے۔ اب خطوط ملاحظہ ہوں۔

خط ۱

مشفق ارفق حضرت بابرکت شاہ جیو صاحب سیالکوٹی ٹپلٹن [۱۹]

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امامے مسمّیٰ میاں محمد دین متوطن چک خونی متصل گجرات باعزیزی ،، صاحبے ،، دوبار ستم بے حد روا نمودہ ، ارادۂ ثالث موقوف بر استصلاح رکن فنون عجیبہ و قانون دنیا ودین حضرت شیخ صاحب فضل الٰہی جیو۔ اپیل نویس (لازال اسمہٗ منعطا علی المسمیٰ) می دارد و بیانش این است ۔ ابقاع مغلظ طلاق — ظلماً و ناحق برعفیفہ و معصو

---

[۲۱] حیاتِ فخریہ مرتبہ نواب مشتاق احمد خاں صفحہ ۶

جز مقدمہ بعدالت شرعی و عدلی گجرات و نتیجہ بس ازہر دو مصر با پیل این صاحب باں صاحب عرض سلام میکیلنے فرمودہ اظہار عرض فرمایند تاکہ امداد فلمہ بو نوع تیابد و از حال خود و نور چشماں شاہ ولایت و بیگم نور فرحت بخشند و شیخ فتح دین را السلام علیکم،

خط بسیار ظاہر نکنند و بہ شیخ صاحب گفتگو بطریق خفیہ تاکہ صاحب بالا ازیں سخن مطلع نگردد۔

مسکین سلطان محمود از گجرات بیست و ہفتم رمضان سے

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس دقیق اور بلیغ خط کی پشت پر مشہور ادیب و شاعر جناب پروفیسر شریف کنجاہی صاحب کے حقیقی نانا حافظ غلام احمد صاحب سابق خطیب مسجد شاہ دولہ دربار گجرات کے قلم سے تشریحی عبارت اردو میں درج ہے جس کی تلخیص حسب ذیل ہے۔

"مسمات صاحبے"، حضرت صاحب کے ایک عزیز مرید کی بیٹی ہے جو چک خونی کے امام مسجد کے بیٹے سے بیاہی ہوئی تھی جس نے مسمات مذکورہ کو طلاق بائن دے دی۔ بعد میں اپنی شر پسند سرشت سے مجبور ہو کر محمد دین مذکور نے عدالت میں دعوٰی بازو کر دیا، لیکن گجرات کی شرعی و عدلی عدالتوں میں جب یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا کہ مسمات مذکورہ کو طلاق مغلظ ہو چکی ہے تو دونوں عدالتوں نے دعوٰی خارج کر دیا بعد میں محمد دین کو چند لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ راولپنڈی میں ایک صاحب فضل الٰہی عے اپیل نویس ہیں جو اس قسم کے مقدموں کے ماہر ہیں، ان سے مشورہ کرنا چاہیے اور اگر وہ مشورہ دیں تو عدالتِ اعلیٰ میں اپیل کر دینی چاہیے۔ والد صاحب ان دنوں راولپنڈی میں بحیثیت پیش امام پلٹن ۱۹ مقیم تھے۔ جب حضرت صاحب کو محمد دین مذکور کے اس ارادے کا علم ہوا تو انہوں نے والد صاحب کو مندرجہ بالا خط لکھا،

سے لفافہ پر ۱۸۹۱ء کی مہر ہے

عے شیخ فضل الٰہی مخلص سنی مسلمان تھے اور راولپنڈی شہر میں اہل سنت کے ملجا و ماویٰ۔ حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کے ملفوظات میں کئی جگہ ان کا ذکر آیا ہے۔ (قادری)

خط ۲

مشفقم چراغ دودمانِ اصطفےٰ شاہ صاحب،

تسلیم! مرحمت نامۂ نامی پنجم رمضان مخبر بیماری فرزندِ ارجمند رسید۔
جنابِ من آں گل گلشن سعادت و فرحت را باغبانِ حقیقی از ہمہ حوادث مامون و مصئون دارد بفضلہٖ و کرمہٖ۔

والسلام مع الاکرام سلطان محمود

۷؍رمضان المبارک۔ ×

فرزندِ ارجمند سے مراد سید شاہ ولایت صاحب (م ۱۹۱۵ء) ہیں جو والد مکرم حضرت عبد اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے بیٹے، حضرت قاضی صاحب کے شاگرد و مرید تھے۔ جب زیادہ بیمار ہو گئے تو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تعارفی خط مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب، کے نام لکھ کر دیا۔ جو پہلے درج ہو چکا ہے ان دنوں جناب مولانا عبد الکریم صاحب اشراقی سیالکوٹی مدرسہ فتح پوری میں زیرِ تعلیم تھے۔ ان کی معرفت دوائیں آتی تھیں۔ اس سلسلہ میں اشراقی صاحب کا ایک مفصل خط راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے۔

خط ۳

تسلیم مع تعظیم، مزاج شریف،

گرامی نامہ عنبر شمامۂ آں جناب درعینِ افطاری و حینِ سعید صدور نمود و خورسند ساخت۔ بحضورِ اقدس تعرض شدہ و جملہ کیفیت بمیدانِ بیان آوردہ شد۔
ایزد سبحانہٗ و ما اعظم شانہٗ، از فضلِ خویش ایشاں را ترقی بیحد صوبہ داری بخشد بمنّہٖ و کرمہٖ، مزاجِ مبارک حضور پرنور دام ظلہٗ، از کثرتِ استعمالِ ادویاتِ باردہ در معدہ

× کارڈ پر ۱۹۰۶ء کی مہر ہے

فتورے واقع شد۔ از دہلی ادویات تبادلہ شدہ آمدہ اند۔

آرام وصحت است، کمزوری باقی است اللہ جل جلالہ رحم وفضل کناد، آمین

بخدمت شریف جناب اکرم الناس، اشرف العباد حضرت پیر سید حافظ عبداللہ

شاہ دام برکاتہ، تسلیم مع تعظیم۔ لعل اکبر جمعدار را

السلام علیکم،

محمد مسعود از آوان شریف

۷/ رمضان شریف

یہ خط اس زمانہ کا ہے جب حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جناب مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب کے زیرِ علاج تھے۔ حکیم صاحب حضرت کے علاج کے لیے ۱۹۱۲ء میں گجرات تشریف لائے تھے۔ اس طرح اس خط کا زمانہ ۱۹۱۳ء یا ۱۹۱۴ء متعین کیا جا سکتا ہے۔

حضرت میاں محمد بخش مصنف سیف الملوک اور قاضی صاحب

میاں صاحب کی ذات محتاجِ تعارف نہیں۔ نواب معشوق حسین خاں صاحب اپنی بے مثل تالیف مناقبِ محمودیہ خطی (غیر مطبوعہ) جلد دوم میں حضرت قاضی صاحب اور میاں محمد صاحب کے تعلقات کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔

"پنجاب میں سیف الملوک کے پڑھنے والے اور اس کے صوفیانہ و درویشانہ مضامین سے لطف اندوز ہونے والے لاکھوں آدمی ہوں گے۔ یہ مثنوی پنجاب میں تقریباً گھر گھر مشہور ہے اس کے مصنف میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ ایک مشہور بزرگ تھے۔ کھڑی شریف میں حضرت پیر غازی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر تمام عمر معتکف رہے اور دربار کے مستقل خدمت گزاروں میں سے تھے۔ وہ حضرت قاضی صاحب

قدس سرہٗ کا اتنا ادب کرتے تھے کہ کوئی مرید بھی نہ کرے گا۔

جب آپ کا ذکر کرتے تو وضو کر بیٹھتے اور ذوقِ سلام وثنا میں بے خود ہو جاتے اور جب کبھی ملاقات کو آتے تو اپنی سواری کی گھوڑی آوان شریف سے دو میل کے فاصلے پر ایک گاؤں "کل" میں چھوڑ آتے اور پیدل چل کر آوان شریف آتے اور جب واپس جاتے تو دور تک آپ کی طرف پشت نہیں کرتے تھے اور جب کبھی آپ کا کوئی خط میاں صاحب کے پاس جاتا تو فرطِ ادب سے کھڑے ہو جاتے اور وضو کر کے اس کو بوسہ دیتے اور پھر پڑھتے۔ ۲۲ے

ملفوظاتِ شریفہ

مناقبِ محمودیہ قلمی جلد دوم سے چند ملفوظاتِ عالیہ بغیر کسی تبصرہ کے پیش خدمت ہیں۔

۱۔ غلام جیلانی صاحب کو ایک خط میں لکھتے ہیں "قرآن مجید کا وظیفہ جاری رکھو اور چکی پیستے رہو"۔ (ص ۴۲۱)

۲۔ خان بہادر غلام احمد خاں صاحب سے فرمایا "جو کچھ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور جس طرح احادیث میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کرنا بتایا ہے ہم پر اور تم پر لازم ہے، اس پر پختگی کے ساتھ عمل کریں۔ ص ۴۲۴۔۴۲۳

۳۔ ان ہی وجہ سے فرماتے ہیں "جو تمہارا فرض منصبی ہے، اسے مستعدی اور دیانتداری سے بجا لاؤ یہی تمہارا وظیفہ ہے۔ (ص ۴۲۹)

۴۔ حکیم احمد دین صاحب کو لکھتے ہیں "ایک ساعت بلکہ ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرنا، ہر ساعت ایک متاعِ گراں بہا ہے جو پھر ہاتھ نہیں آئے گی"۔ (ص ۴۲۷)

۵۔ ایک صاحب سے فرماتے ہیں "عرفانِ نفس موقوف است بر تہذیبِ نفس وکسرِ شوکت و غلبۂ او بر بیعت باشد"۔ (ص ۴۳۰)

۲۲ے مناقبِ محمودیہ خطی غیر مطبوعہ تالیف نواب معشوق حسین خاں جلد دوم ص ۳۸۵

سلطان محمود صاحبؒ کے ساتھ میاں صاحب کی والہانہ عقیدت و احترام سے ملتا ہے۔
قاضی صاحبؒ کے فاضل اور صاحبِ کمال بھتیجے محبوب عالم صاحب کے بیان کے
مطابق قاضی صاحب قبلہ سال میں دوبار کھڑی شریف تشریف لے جاتے تھے
ان کی آمد پر میاں صاحب اپنا رہائشی کمرہ خالی کر کے اس کوٹھڑی میں چلے جاتے
تھے۔ جہاں ان کی گھوڑی باندھی جاتی تھی۔ عشاء کے وقت قاضی صاحبؒ کے پاس
حاضر ہوتے تھے۔ اور رات گئے تک ان کے ساتھ محو گفتگو رہتے تھے۔ دوپہر
کے کھانے کے وقت خود حاضر ہو کر دیکھتے کہ کھانا کیسا ہے۔ اور درویشوں کو
قاضی صاحبؒ کے آرام و آسائش کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھنے کی تلقین فرماتے۔
شرف دین۔ امام بخش اور حبیب اللہ ان خادموں میں سے ہیں جنہیں کھڑی شریف میں قاضی صاحبؒ
کی خدمت بجا لانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جب قاضی صاحبؒ کھڑی شریف سے
واپسی کے لئے روانہ ہوتے تو میاں صاحب انہیں چھوڑنے دریائے جہلم کے کنارے
گٹا لیاں پتن تک لازماً آتے۔ اور اس وقت تک دریا کے کنارے کھڑے رہتے جب
تک کہ کشتی نظر سے اوجھل نہ ہو جاتی۔ آخری ملاقات کے وقت ۱۹۵۶ء میں جب
آپ نے قاضی صاحب کو رخصت کیا تو آپ کا جسم متورم تھا۔ آپ چل نہیں سکتے
تھے۔ لیکن احتراماً دو آدمیوں کے سہارے موجودہ احاطے کے جنوب مشرقی کونے
تک آئے۔ قاضی صاحب نے باصرار آپ کو واپس بھیجا۔ آپ کی الوداع کرتے ہوئے
قلبی کیفیت کیا تھی۔ اس کا اندازہ ان اشعار سے لگائیے ؎

سجناں وداع کریندیاں نیناں چاپئے وین — نہ رو وو نیناں بھیڑیو دیکھن دیو نین
سکھ چلے دکھ آملے درد اٹھائے چین — میلے فیر محمدا خبر نہیں کد ہین

(دوست کو الوداع کہتے ہوئے نین چھم چھم رونے لگے۔ اے نینو نہ روؤ مجھے دوست
کے نین دیکھنے دو۔ سکھ ختم ہوا۔ دکھ آملے۔ درد کا دور شروع ہو گیا۔ اے محمد خبر نہیں اب
ملاقات کب نصیب ہو گی)

قاضی صاحب نے اعوان شریف پہنچ کر حکیم احمد دین برنالوی کو آپ کے علاج کے

لئے بھیجا۔ اس لطف و کرم کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میاں صاحب نے قاضی صاحب کے نام ایک خط فارسی میں لکھا اور دوسرا پنجابی زبان میں ؎

کِس طبیب لگاؤنے پانی خیر مقیم — شربت کون پلاؤسی کر کے لطفِ عمیم
رونْدے ہی مرجان گے عاجز نین یتیم — رکھ امید محمدا کرسی کرم کریم

(کون علاج کے لئے طبیب بھیجے گا۔ اور کون بیمار پر لطف و کرم کرے گا لطفِ عمیم کے ساتھ شربت کون پلائے گا۔ اے محمد امید رکھ کہ رب کریم اپنا کرم کرے گا)

قاضی صاحب سے اشتیاق ملاقات کا اظہار آپ بڑے ادب و احترام سے کیا کرتے تھے۔ ایک مختصر خط ملاحظہ ہو۔

"زشاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را"

اشتیاق ملاقات است گر نصیب شود

محمد

اس احترام و عقیدت کی وجہ قاضی صاحب کے ذاتی بلند روحانی مرتبہ کے علاوہ ان کا پیرے شاہ غازیؒ سے نسبی تعلق بھی تھا۔[1]

قاضی صاحب کے پاس ملاقات کے لئے میاں صاحب خود بھی اعوان شریف گئے۔ اس کے علاوہ جن درباروں اور مقامات پر حاضری کے لئے آپ التزاماً ہر سال جاتے ان میں حجرہ منور شاہ مقیم، دربار داتا گنج بخشؒ، دھنی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات جانی چک تحصیل کھاریاں ضلع گجرات شامل ہیں۔ ملک محمد صاحب نے لکھا ہے:

"حضرت قبلہ کا معمول تھا، حجرہ شریف سے واپسی پر حضرت داتا گنج بخش قدس کی زیارت کے واسطے لاہور میں قیام فرماتے۔ اور باغ شیخاں میں تشریف رکھتے۔ ہر روز برہنہ پا حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر تشریف لے جاتے اور واپسی کے وقت روضہ مبارک حضرت داتا گنج بخشؒ کی طرف ادب سے پشت نہ کیا کرتے۔"

---

[1] ضمیمہ ملاحظہ کیجیے۔

۶۔ عبدالجبار خاں صاحب کو تحریر فرماتے ہیں "خدائے عزوجل کے خاص بندوں اور عشاق نے کسب حلال سے رزق پیدا کرکے جانی اور جسمانی ریاضتوں میں صرف کیا ہے۔ یعنی کسب حلال اور جانی و جسمانی مشقتیں برداشت کیں تب کہیں محبوب حقیقی کا جلوہ نظر آیا"۔ (ص ۳۴۴)

۷۔ آپ کے ایک مرید کا تبادلہ اگوگی سے بجوات ہوگیا وہ تنسیخ تبادلہ کے لیے دعا کا طالب ہوا تو آپ نے فرمایا "راضی برضائے قاضی الحاجات، چہ دراگوگی چہ در بجوات"۔ (ص ۱۷۴)

حضور کی ایک منقبت

آپ کی منقبت میں لکھے گئے قصائد، غزلیات اور مثنویات کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے۔ آپ کے مدح گوؤں میں چوہدری غلام غوث صاحب صمدانی جیسے عظیم المرتبت شاعر شامل ہیں۔ لیکن جو قبولیت عامہ مولوی نوراللہ شاہ صاحب نور سیالکوٹی کے درج ذیل منقبتی قصیدہ کو حاصل ہوئی وہ بہت کم کے حصہ میں آئی۔ ملاحظہ ہو ۔

روزگارے شد کہ دارم در دلِ زار و حزیں ،
آرزوئے مدحتِ شاہنشہِ دنیا و دیں ،

قاضیِ سلطان محمود آنکہ نام نامیش ،
نیک زد ہر روئے دلہا سکہ چوں نقشِ نگیں ،

دُر دریائے حقیقت اختر برج شرف ،
شاہبازِ اوجِ عرفاں افتخارِ عارفیں ،

منبعِ سرِ الٰہی مطلعِ نورِ ہدیٰ ؟
مخزنِ گنجِ حقائق معدنِ شرعِ متیں ،

والئ ملکِ ولایت ہادئ گم گشتگاں
اندر اقلیمِ ہدایت صاحبِ تاج نگیں
بحرِ علم و کانِ حلم و ابرِ فیضانِ خدا
مقتدائے اہلِ باطن پیشوائے متقیں
ارتفاعِ عز و جاہش برتر از شرح و بیاں
کمترین بندگانش قیصر و خاقانِ چیں ،
مردمِ چشمِ مروت مرجعِ اہلِ کمال ،
در مقاماتِ محبت واقفِ عین الیقیں ۔
روضۂ رضواں بہ پیشِ محفلِ او منفعل ،
خاکِ نعلینِ شریفش کحلِ عینِ حورِ عین
رو متاب از بارگاہِ قبلۂ حاجاتِ خلق ،
گر ہوس داری بدُنیا روضۂ خلدِ بریں
ہر سرِ موئے قسم پیدا کند گر صد زباں
کے ادا سازد ثنائے چوں تو شاہ نازنیں
ناقصاں را آستانت کعبۂ مقصودِ ما
کاملاں را وصلِ تو معراج بر روئے زمیں
بر درت اے تاجدارِ کشورِ علم و حیا ،
ہر کہ روشن میکند داغِ غلامی بر جبیں
کوسِ شاہی مینوازد با حصولِ کامِ دل ،
می شود در ہر دو عالم بے نیاز آں و ایں ،
چوں غلام شاہِ جیلانی ہزارانش غلام
کز رہِ انصاف بر شاہاں شرف دارد بہ بیں
صد حکیم نامور بیمارِ او سر بر درش
شد شفاء یاب و سعید و کامیاب از واصلیں

من کہ باشم کز مریدانش خود را کنم شمار

آنکہ صد حکام بالا دست دارد خوشہ چیں،

از ہوائے نفسک سرکش بہر سو درماندہ ام،

بس ستم کردم بحالِ زارِ خود بئس القریں،

جرعۂ از جامِ محبت ریز در کامِ دلم ــــ،

تا ازیں دنیائے دوں پردر فشانم آستیں،

حقہ بازیہائے چرخِ سفلہ طبعِ دوں نواز،

از پئے آزارِ جانِ من دمادم در کمیں ؟

از حریمِ راحتِ مقصود دور افتادہ ام،

عیش و عشرت شد مخالف محنت و غم ہم نشیں

مشکلے دارم کہ بر رائے منیرش روشن است

پس چرا بیہودہ گویم آنچناں با ایں چنیں،

زلہ از خوانِ احسانِ تو خواہم بر دوام،

تا نباشد خاطرم متردد و اندوہگیں،

چوں توئی در گنج بخشی بیعدیل و بینظیر،

پس کجا مثل تو جویم یاور و یار و معیں،

رحمتے فرما بحالِ ایں گدا بہر خدا،

از برائے مصطفےٰ آں رحمۃ للعالمین،

بہر آدم نسلِ او از انبیاء و اولیاء

بہر بوبکر و عمر، عثمان، علی، اصحاب دیں

چشم دارد شاہ نور اللہ ز خوانِ فیضِ تو

انّ اصحاب العطایا یا یسر مون السائلین[۲۳]

---

[۲۳] چشمۂ نور تالیف مولوی نور اللہ شاہ سیالکوٹی طبع دوم لاہور ۱۹۲۶ء ص ۲۱ تا ۲۴

وصالِ مبارک

نواب معشوق حسین خاں صاحب نے اپنی بے مثل تالیف " مناقبِ محمود " جلد سوم میں آپ کے وصال پر ایک مستقل باب باندھا ہے۔

جس میں آپ کے مرض، علاج، وفات اور تجہیز و تکفین پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ آپ یکم مئی ۱۹۱۹ء کو فوت ہوئے، نمازِ جنازہ پڑھانے کا شرف آپ کے خلیفہ مولانا محمد نیاز الدین[۲۴] تیراہی مرحوم کو حاصل ہوا۔

اب مزارِ مبارک آدان شریف ضلع گجرات میں مرجعِ خاص و عام ہے۔

ع — خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اب ہم آخر میں حصولِ ثواب کے لیے جناب سید نور اللہ شاہ صاحب نور سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیف کردہ " شجرہ قادریہ غفوریہ " قارئین کرام کی نذر کر رہے ہیں۔

خادم درگاہ آدان شریف
سید نور محمد قادری، چک ۱۵ شمالی گجرات
۲۵ مارچ ۱۹۸۰ء

---

[۲۴] مناقبِ محمود تالیف نواب معشوق حسین خاں مطبوعہ لاہور ص ۲۹۵